جناب اوریا مقبول جان

تیرے غضب سے تیری رحمت کی پناہ

جس صاحب نظر سے ملو'اس کے چہرے کو غور سے اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کرو تو یوں لگتا ہے جیسے ایک پریشانی اور اضطراب ہے جو جھلکتا نظر آتا ہے۔ایسا اضطراب جو کشتیوں کے ملاحوں کے چہرے پر سمندروں پر بادل اُڈتے' طوفانی ہواؤں کی اپنی سمت بڑھتے ہوئے دیکھ کر نظر آنے لگتا ہے' ہر کوئی ایک دوسرے سے یہی درخواست کرتا پھر رہا ہے' دعا کریں ہم پر بہت کڑا وقت آ گیا ہے' ہمارے اعمال کی سزا ملنا شروع ہوگئی ہے' یوں لگتا ہے ساٹھ سال سے جو ڈھیل ہمیں دی گئی تھی اب اس کا خاتمہ ہوگیا۔اب کارکنان قضاء وقدر نے معاملات اپنے ہاتھ میں لے کر اس صفائی کا آغاز کر دیا ہے' جو کسی تعفن زدہ معاشرے کیلئے ضروری ہوتی ہے' ہر صاحب نظر کی آنکھ نم ہے' دل پریشان ہے اور دعاؤں میں ہچکیوں کی صورت بندھی ہوئی آہیں اور سسکیاں ہیں۔ ہر کوئی اس مملکت خداداد پاکستان کی بقا وسلامتی کی دعاؤں میں مصروف ہے اور ہر کسی سے صرف ایک ہی التجا کرتا ہے' اس سے پہلے کہ در توبہ مقفل کر دیا جائے۔اس سے پہلا کہ آندھیاں اور طوفان اور عذابوں کے قافلے ہمیں گھیر لیں اللہ کے سامنے گڑگڑا کر استغفار کرلو۔اپنے اعمال کی' اپنی کوتاہیوں کی' ظلم پر اپنی خاموشی کی تاکہ اللہ اس طوفان کا رخ پھیر دے جو میرے وطن کے سر تک آ پہنچا ہے۔میں کہ جو ایک کوتاہ نظر' گناہگار اور کم مایہ شخص ہوں وہ ان صاحبان نظر کو دیکھتا ہوں جنہیں اللہ نے بصیرت اور بصارت عطا کی ہے تو خوف سے کانپ اٹھتا ہوں۔مڑ کر اپنے گزرے ہوئے سالوں پر نگاہ پڑتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے میرے جیسے لوگوں کے گناہ' بداعمالیاں اور مصلحتیں اتنی شدید ہیں کہ شاید آنسوؤں کے سمندر اور ہچکیوں سے مانگی ہوئی معافی کی درخواستیں بھی قبولیت کا مقام حاصل نہ کرسکیں۔وہ خوف جس سے آج اس ملک کا ہر مومن صفت برگزیدہ شخص کانپ رہا ہے وہ کس قدر شدید ہوگا اگر میری قوم کو اس کا احساس ہو جائے تو حضرت یونس کی قوم کی طرح سجدے میں گر جائے' اللہ سے پناہ کی طالب ہو جائے' امان مانگے۔سید الانبیاء کی حدیث پڑھتا ہوں تو خوف اور غالب آ جاتا ہے۔آپ نے فرمایا ''جس وقت غنیمت کو ذاتی دولت ٹھہرایا جائے' امانت کو غنیمت سمجھا جائے' زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے' آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے' اپنی ماں سے نافرمانی کرے' اپنے دوست کو نزدیک اور اپنے باپ کو دور رکھے' فاسق وفاجر شخص اپنے قبیلے کا سردار ہو' قوم کا سربراہ ذلیل اور کمینہ شخص ہو' آدمی کی عزت اسکے شر کے ڈر سے کی جائے' گانے بجانے والیاں اور باجے ظاہر ہوں' شراب پی جائے اور امت کے لوگ اپنے سے پہلے گزر جانے والوں پر لعنت بھیجیں تو پھر انتظار کرو سرخ ہواؤں کا' زلزلوں کا' زمین کے دھنس جانے کا' پتھروں کے برسنے کا' اور پے در پے نشانیوں کا جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ جائے اور دانے پیہم گرنے لگیں''۔سید الانبیاء کی مسند احمد میں موجود ایک اور حدیث میرے خوف میں اضافہ کرتی ہے' آپ نے فرمایا ''اللہ عام لوگوں پر خاص لوگوں کے عمل کے باعث اسوقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جبتک ان میں یہ عیب پیدا نہ ہو جائے کہ اپنے سامنے برے اعمال ہوتے دیکھیں اور

انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہوں مگر نہ روکیں۔ جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو اللہ عام اور خاص سب پر عذاب نازل کرتا ہے۔“
گزرے سالوں پر غور کرتا ہوں تو نگاہیں ساٹھ سال قبل اس سرزمین پر داخل ہونے والے لٹے پٹے قافلوں کی جانب لوٹ جاتی ہیں۔ بے سروسامان لوگ، جنکے پیارے راستوں میں ماردیئے گئے' جنکا کل اثاثہ لوٹ لیا گیا۔ جنکی عفت ماب بیٹیوں بہنوں نے عصمتوں کی قربانی دی لیکن بلکتے' زخموں سے چور یہ لوگ جب اس سرزمین پر پہنچے تو سجدہ ریز ہوگئے۔ آنکھوں سے تشکر کے آنسو امڈ پڑے۔ یوں لگتا تھا جیسے انکے رب نے انہیں ویسے ہی بدترین غلامی سے نجات دی ہو جیسے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے چھڑایا تھا اور اس بدترین غلامی کا نظارہ میں نے بھارت کے اٹھارہ شہروں میں گھومنے کے بعد یوں دیکھا کہ بنارس' اورنگ آباد اور ممبئی جیسے شہر جہاں مسلمان کسی طور بھی چالیس فیصد سے کم نہیں وہاں وہ اس قدر خوفزدہ' بے اطمینان اور مضطرب ہیں جیسے انکی ذراسی خطا انکا گھر جلا کر راکھ کروادے۔ عصمتیں تار تار ہوجائیں اور اولاد آنکھوں کے سامنے تڑپتی جان دے دیگی۔ لیکن ان ساٹھ سالوں میں ملنے والی اس جائے امان کیساتھ ہم نے کیا کیا۔ وہ سرزمین جسے نہ ہم نے اپنے خون سے سینچا تھا اور نہ ہی اپنی جدوجہد سے حاصل کیا تھا بلکہ عطائے خداوند قدوس تھی۔ ہم نے اسکے کونے کونے کو ظلم زیادتی' بے انصافی' جبر اور استحصال سے بھردیا۔ ہم نے سوچا تک نہیں کہ یہ سرزمین تو ہمارے پر امانت تھی۔ کیا ہم نے اپنے بدمعاشوں' اپنے تھانیداروں' اپنے حکمرانوں کی عزت انکے شر کی وجہ سے نہیں کی۔ کیا ہم نے فاسق وفاجر لوگوں کو اپنے قبیلوں کا سربراہ نہیں بنایا۔ کیا ہم نے قوم کا سربراہ چنتے ہوئے کبھی سوچا کہ اسے کن خصلتوں کا امین ہونا چاہیے۔ ہم پر جو مسلط ہوگیا ہم نے اسے تسلیم کرلیا۔ سید الانبیا نے فرمایا کہ اللہ کی' اسکے فرشتوں کی اور تمام انبیاء کی لعنت اس شخص پر جو طاقت کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرے اور شریف لوگوں کو ذلیل کرے اور کمینوں کو عزت دے۔ ہم خاموش رہے۔ ہم بے حس ہوگئے' ہمارے سامنے ہر روز 15 کے قریب لوگ بھوک اور افلاس سے تنگ آکر خودکشی کرتے رہے' اور ہمارے بڑے بڑے ہوٹل مرغن کھانا کھانے والوں سے آباد رہے' ہمارے سامنے گھروں کے گھر بارود کے دھوؤں اور بموں کی کرچیوں سے اڑتے رہے' معصوم بچوں کی قطار در قطار لاشیں دفن ہوتی رہیں اور ہم اپنے گھروں کے آرام دہ صوفوں پر بیٹھے ٹیلی ویژن سکرین پر منظر دیکھتے رہے' تنگ آکر چینل بدلتے رہے' معصوم بچیاں بموں کی گھن گرج میں اپنے پیاروں کے خون آلود لاشیں گود میں رکھ کر آسمان کی سمت دیکھتیں رہیں اور اپنے اللہ کے حضور پیش ہونے تک سوچتی رہیں کہ اس مملکت خداداد پاکستان میں کتنے ہونگے جو اپنی بیٹیوں کو گلے سے لگائے پیار سے میٹھی نیند سو رہے ہونگے۔
میرے گناہوں اور میری خاموشیوں کی تفصیل طویل ہے۔ اس ملک کے سولہ کروڑ لوگ طاقت رکھتے تھے اس ظلم اور زیادتی کیخلاف کھڑے ہونے کی لیکن انکی مصلحتیں انکے سامنے آکر کھڑی ہوگئیں' کسی کا کاروبار تھا۔ کسی کی نوکری اور کسی کا مستقبل۔ لیکن میرا خوف میرا ساتھ نہیں چھوڑ رہا۔ میں صاحبان نظر کی آنکھوں میں آنسو اور چہروں پر خوف دیکھ رہا ہوں' اے میرے اللہ ہم پر رحم فرما' ہم کمزور ہیں' ہم گناہگار ہیں' ہماری خطائیں معاف فرما' اگر تو نے فیصلہ کرلیا کہ تو ہر خاص وعام پر عذاب مسلط کردے پھر تو خواص کی دعائیں بھی نامراد لوٹ آئینگی' ناکام ونامراد' ایسے میں ہم کہاں جائینگے' ہم برباد ہوجائینگے۔ اے میرے اللہ ہم تیرے غضب کے مقابلے میں تیری رحمت سے پناہ مانگتے۔ بیشک تیری رحمت تیرے غضب سے بالاتر ہے' ہم پر رحم فرما۔ سیدنا زین العابدین کی دعا زبان پر ہے۔ اللہ میں تیرے غضب سے تیری رحمت کی پناہ چاہتا ہوں۔ (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)